اردو تفسیری ادب میں اسبابِ سعادت وشقاوت؛ تفسیر معارف القرآن کا اختصاصی مطالعہ

Causes of Happiness and Misery in Urdu Exegesis Literature, A Specific Study of Tafsīr M'ārif al Qur'ān

Nayla Ambreen[1]
Dr. Muhammad Rizwan Mahmood[2]
Dr. Khalid Mahmood Arif[3]

Abstract:

The style of Holy Qur'ān is the miraculous. In some places it is a *tabshīr*, in some places it is a *tanzīr*, somewhere it is enticing towards good deeds or it is made to hate evil deeds. In M'ārif al-Qur'ān, the causes of happiness and misery are described according to the style of the Qur'ān. Just as there are various reasons for achieving success, there are also many reasons for failure. An analysis of these motivations reveals that the pursuit of human welfare is the aim in all domains. Our ancestors followed this path because they were drawn to goodness, detested lies, feared Allah Almighty and worked hard to succeed and achieve their destination. The Holy Prophet (PBUH) is the only person to whom Muslims refer in all affairs after Allah Almighty. It is imperative that believers follow Sharia Muhammadiyah. Other than that, Allah Almighty does not approve of any other law. Any behavior that goes against the Shari'ah of Muhammad will not destroy the Hereafter rather, it will be a type of selfishness. In this article, the causes of happiness and misery will be studied in the light of M'ārif al-Qur'ān. M'ārif al-Qur'ān is a commentary by the famous and well-known scholar of the Deobandi School of thought, Mufti Muhammad Shafi (1891-1976). This commentary is of great importance in the Urdu *Tafsīrī* literature in Subcontinent.

Keywords: *Holy Qur'ān, Tafsīr, Happiness, Falsehood, Shari'ah, Urdu Tafsīrī literature*

معارف القرآن کے مفسر کا نام محمد شفیع اور القابات مفتی اعظم مولانا ہیں۔ مفتی محمد شفیع عثمانیؒ جنوری ۱۸۹۷ء کو دیوبند میں پیدا ہوئے۔[4] انہوں نے قرآن کریم، حساب وفنون وریاضی، فقہ اور ادب میں مہارت حاصل کی۔[5]

---

[1]. M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad

[2]. Assistant Professor/Incharge, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad

[3]. Associate Professor/Corresponding Author/Coordinator, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad

[4]۔ عثمانی، مفتی محمد رفیع، حیات مفتی اعظم، کراچی، ادارۃ المعارف، ۲۰۰۵ء، ص ۲۴۔

Uthmānī, Mufti Muhammad Rafi, *Hayāt Mufti e Azam.* Krachi, Idārah al M'ārif, 2005, p.24

[5]۔ بخاری، محمد اکبر شاہ، مفتی اعظم پاکستان کے مشہور خلفاء تلامذہ، کراچی، مکتبہ دار العلوم، ۱۴۳۱ھ، ص ۲۹۔

Bukhari, Muhammad Akbar Shah, *Mufti e Azam Pakistan kay Mash'hoor Khulaf*ā *Talāmzah*, Karachi, Maktabah Dā al Uloom, 1431AH, p.29

درس نظامی کی تکمیل کے بعد دار العلوم دیوبند میں 26 سال تک علمی وتدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور ذریعہ معاش کے لیے مختلف فنون اختیار کئے مثلاً خطاطی، جلد سازی طب یونانی اور ایک تجارتی کتب خانہ بھی قائم کیا۔ پھر سلوک وتصوف اور اصلاح باطن کی فکر کے پیش نظر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ پھر منصب افتاء پر بحیثیت صدر مفتی فائز ہوئے۔ اس کے بعد باقاعدہ تصنیف وافتاء کا آغاز کیا۔ تحریک قیام پاکستان کے حوالے سے بھی آپؒ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ اور پاکستان میں مختلف نوعیت کی دینی خدمات انجام دیں۔[6]

وہ کثیر الکتب مصنف تھے۔ ریڈیو پاکستان کی دعوت پر انہوں نے ۲ جولائی ۱۹۴۵ء سے ہفتہ وار درس قرآن بنام معارف القرآن شروع کیا۔ "معارف القرآن" کی مقبولیت اور مسلمانوں کی طرف سے اس درس کو کتابی صورت دینے کے تقاضا پر ۱۳۸۳ھ میں اس کا آغاز کیا اور ۱۳۹۲ھ میں یہ تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

تفسیر میں صحابہ وتابعین کے تفسیری اقوال اور متقدمین کی تفسیری کتب سے استفادہ کر کے ان کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ متن قرآن کے ترجمہ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کے ترجموں پر اعتماد کیا گیا ہے۔ ترجمہ کے بعد مکمل تفسیر وتشریح پہلے خلاصہ تفسیر لکھ دیا گیا ہے جو مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن سے ماخوذ ہے۔

آخر میں آیات مندرجہ سے متعلق احکام و مسائل لکھے گئے ہیں، اس میں اس کا التزام کیا گیا ہے کہ صرف وہ احکام و مسائل لئے جائیں جو کسی نہ کسی طرح الفاظ قرآن کے تحت آتے ہیں۔ احکام و مسائل کا بڑا حصہ تفسیر قرطبیؒ، احکام القرآن للجصاص، احکام القرآن لابن العربی، تفسیر محیط، روح المعانی اور بیان القرآن وغیرہ سے لیا گیا ہے۔[7]

سعادت کے اسباب

تفسیر معارف القرآن میں مفسر کے نزدیک دنیاوی سعادت کے اسباب درج ذیل ہیں:

ا۔ توحید

"هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ"[8]

"وہی تمہارا نقشہ بناتا ہے، ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہے، کس کی بندگی نہیں اس کے سوا زبردست ہے حکمت والا۔"

---

[6] ۔ عثمانی، مفتی محمد رفیع، حیات مفتی اعظم، ص ۱۲۶۔

Uthmani, Mufti Muhammad Rafi, *Hayāt Mufti e Azam.* P.126

[7] ۔ عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۰۸ء، جلد اول، مقدمہ

Uthmani, Mufti Muhammad Shaafi, *M'āri al Qur'ān,* Karachi, Maktabah M'ārif al Qur'ān, 2008, Muqaddimah

[8] ۔ آل عمران ۳:۶۔

Āl e Imrān, 3:6.

یہاں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان ہوئی ہیں اس کی قدرت کاملہ بیان ہوئی ہے۔ مفسر کے نزدیک اللہ کو واحدہ لاشریک ماننا باعث سعادت ہے۔[9]

کامیابی کا راز توحید میں مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کی دعوت کے لیے انسان کی تخلیق کو بیان فرمایا ہے۔ بندہ مومن اپنی تخلیق کے مراحل پر غور کرے تو اپنے خالق کی قدرت و کمالات کا اعتراف کرے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے جو حکمت والا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا یقین ہی سعادت کا سبب ہے۔

۲۔ حب الشہوات

"زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰ لِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ"[10]

"فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور مویشی اور کھیتی یہ فائدہ اٹھانا ہے دنیا کی زندگی میں اور اللہ ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانا۔"[11]

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

دنیا کی لذیز اور مرغوب چیزوں کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و حکمت سے انسان کے لیے مزین فرما کر ان کے محبت اس کے دل میں ڈال دی جس میں بہت سی حکمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان کا امتحان لیا جائے۔ اب دنیا کی سعادت یہ ہے کہ ان سرسری اور ظاہری مرغوبات اور اس کی چند روزہ لذت میں مبتلا ہونے کے بعد وہ اپنے اور ان سب چیزوں کے رب اور خالق و مالک کو یاد رکھتا ہے اور ان چیزوں کو اس کی معرفت اور محبت کا ذریعہ بناتا ہے۔[12]

پہلے خود انسان کی تخلیق پھر انسان کے استعمال کے لیے کائنات کی جن اشیاء کو مسخر کیا گیا ان اشیاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے مقرر حدود میں رہتے ہوئے مقررہ حدود میں دیتے ہوئے استعمال کرنا سعادت کا سبب ہے۔

۳۔ غور و فکر

"اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ o الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی

9۔ عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مقدمہ

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* Muqaddimah

10۔ آل عمران ۳:۱۴۔

Āl e Imrān, 3:14.

11۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۲/۱۷۔

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 17/2

12۔ ایضاً۔

ibid

جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"[13]

"بیشک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو۔ وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں کہتے ہیں اے رب ہمارے تونے عبث نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔"

ان آیات مبارکہ میں دنیا اور آخرت دونوں کی سعادت کا سبب کائنات میں غور و فکر اور دعا بتایا گیا ہے۔ مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

"آسمان اور زمین کی پیدائش اور ان میں پیدا ہونے والی مخلوقات کی پیدائش میں غور و فکر کرنے کا نتیجہ عقل کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی اطاعت و ذکر ہے۔"

آگے ان سعادت مندوں کی دعاؤں کا ذکر ہے جنہوں نے اپنے رب کو پہچان کر اس کی بارگاہ میں پیش کیں۔ دعا کی توفیق ملنا سعادت مندی ہے اور دعا کرنا سعادت کا سبب ہے۔[14]

انسان جب کائنات میں موجود تمام چیزوں، انسانوں اور دوسری مخلوق پر غور و فکر کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جن اشیاء کو میرے لیے مسخر کیا گیا ہے ان کے استعمال کے لیے یا ان کے حصول کے لیے مجھے کیا راہ اپناتی ہے کچھ قدرتی نعمتیں جن سے وہ رب کی رحمت سے مستفید ہوتا ہے جیسے بارش، سورج اور ہوا وغیرہ۔ اس کے علاوہ کچھ چیزوں کے حصول کے لیے انسان کو حلال ذرائع معاش کے ساتھ محنت و کوشش کرنی پڑتی ہے جسے انسان کا روزگار بھی کہا جاتا ہے اس محنت کے نتیجہ میں وہ پیسہ کماتا ہے اور پیسوں کے بدلے اشیاء خریدتا ہے۔ پہننے کو لباس، رہنے کے لیے گھر کا انتظام کرتا ہے۔

۴۔ حلال کسب معاش

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا o وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰ لِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰ لِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًاo اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا"[15]

"اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے اور نہ خون کرو آپس میں بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو کوئی یہ کام کرے تعدی سے اور ظلم سے تو ہم اس کو ڈالیں گے آگ میں

[13] ۔آل عمران ۳: ۱۹۰-۱۹۱۔

Āl e Imrān, 3:190,191

[14] ۔مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۲۶۸/۲۔

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 268/2

[15] ۔النساء:29-31

اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کر دیں گے تم سے چھوٹے گناہ تمہارے اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام میں۔"

حلال کسب معاش دنیا اور آخرت دونوں کی سعادت کا سبب ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصدقين والشهداء"[16]

"سچا اور ایماندار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

حرام مال کمانے پر وعید ہے اور آگے کبیرہ گناہوں سے بچنا اور فرائض کی ادائیگی پر عزت کی جگہ کا وعدہ ہے۔

تفسیر معارف القرآن میں بھی راقم کے نزدیک حلال کسب معاش کو ذریعۂ سعادت اسی لیے کہا گیا ہے۔ سعادت کے اسباب میں سے ایک سبب فکرِ آخرت ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ دل حق کی طرف مائل ہو اس کے لیے سعادت کی علامت دل کا اسلام کے لیے کھل جانا علامت بیان ہوئی ہے۔

۵۔ شرح صدر

"فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ"[17]

"سو جس کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت کرے تو کھول دیتا ہے اس کے سینہ کو واسطے قبول کرنے اسلام کے اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے کر دیتا ہے اس کے سینہ کو تنگ نہایت تنگ گویا وہ زور سے چڑھتا ہے آسمان پر اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب کو ایمان نہ لانے والوں پر۔"

اس آیت مبارکہ میں سعادت اللہ کی طرف سے ہدایت پانے کے معنی میں آیا ہے اور شقاوت گمراہی پر جمے رہنے کے معنی میں آیا ہے۔ دین میں شرح صدر دنیاوی سعادت کی علامت ہے۔ اور اس کا انجام اخروی سعادت ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ آیت کی تفسیر میں سلف کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"بیہقیؒ نے شعب الایمان میں بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے شرح صدر یعنی سنہ اسلام کے لئے کھول دینے کی تفسیر دریافت کی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

---

[16] ۔ترمذی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار والتسمیۃ، بیروت، دار السلام، ۲۰۱۶ء، رقم الحدیث: ۱۲۰۹۔

Tirmidi, Muhammad bin Essa, *Jāme Tirmidi*, Chapter: Al Bu'ū, Beirut, Dār as Salām, 2016, Hadith: 1209.

[17] ۔الأنعام،۸: ۱۲۵۔

Al An'ām, 8: 125.

مومن کے دل میں ایک روشنی ڈال دیتے ہیں۔ جس سے اس کا دل حق بات کو دیکھنے سمجھنے اور قبول کرنے کے لئے کھل جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین نے عرض کیا اس کی کوئی اور علامت بھی ہے۔ جس سے وہ شخص پہچانا جائے جس کو شرح صدر حاصل ہو گیا؟ فرمایا ہاں! یہ ہے کہ اس کی ساری رغبت آخرت اور اس کی نعمتوں کی طرف ہو جاتی ہے دنیا کی بے جا خواہشات اور فانی لذتوں سے گھبراتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے موت کی تیاری کرنے لگتا ہے"[18]

۶۔ جہاد فی سبیل اللہ

"لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"[19]

"لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے وہ لڑے ہیں اپنے مال اور جان سے اور انہی کے لئے ہیں خوبیاں، اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے۔"

اس آیت مبارکہ میں سعادت خیرات اور مراد پانے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی میں جو مسلمان ہیں۔ جنہوں نے جہاد کے حکم کو مانا اس حکم پر ایمان لائے ان کے لئے کامیابی ہے ان کے لئے ساری خوبیاں ہیں۔[20]

انسان کو سب سے زیادہ قیمتی اپنی جان لگتی ہے۔ عام مشاہدے کی بات ہے کہ کوئی بھی شخص اپنے طرف کسی خطرہ کو آتا دیکھے تو جان بچانے کے لیے خطرے کی جگہ سے بھاگتا ہے یا خود کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہی قیمتی جان جب دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے قربان کرنے کے لیے میدان جہاد میں دشمنانِ اسلام کے مقابل سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑا ہو جاتا ہے تو اللہ کی رضا اور کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

۷۔ ذکر الٰہی

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ"[21]

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے، سنتا ہے، اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں دل۔"

اس آیت مبارکہ میں سعادت کو اللہ کے ذکر کی توفیق اور اس ذکر الٰہی سے دلوں کے اطمینان پانے کے معنی میں بیان کیا گیا

18۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۴۳۹/۴۔

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 439/4

19۔ التوبہ، ۹:۸۸۔

Al Toubah, 9:88

20۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۴۳۹/۴۔

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 439/4

21۔ الرعد، ۱۳:۲۸۔

Al Rā'd, 13:28

ہے۔۔یہاں ذکر سے مراد قرآن ہے اور ایمان کی دولت بھی سعادت ہے غرض جو لوگ ایمان لائے ان کے لئے دنیا میں خوشحالی ہے اور آخرت میں نیک انجامی ہے۔[22]

سفر ہو یا مقام، صحت ہو یا بیماری حالت امن ہو، حالتِ جنگ، اللہ تعالیٰ کے ذکرے سے غافل نہیں ہوتا تو ذکر کی بدولت درجات بلند ہوتے ہیں اور فلاح و کامرانی نصیب ہوتی ہے۔

۸۔تقدیر پر ایمان

"يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ"[23]

"مٹاتا ہے اللہ جو چاہتا اور باقی رکھتا ہے۔اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب۔"

سعادت کا ایک سبب تقدیر پر ایمان ہے۔

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

"وعندہ ام الکتب یعنی اصل کتاب جس کے مطابق محو واثبات کے بعد انجام کا جو عمل ہوتا ہے وہ اللہ کے پاس ہے اور اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔بہت سی احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال سے انسان کی عمر اور رزق بڑھ جاتے ہیں بعض سے گھٹ جاتے ہیں جیسے صلہ رحمی عمر میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔اور دعا کی وجہ سے بھی تقدیر بدلی جاسکتی ہے۔اس سے مراد وہ کتاب تقدیر ہے جو فرشتوں کے ہاتھ یا ان کے علم میں ہے اس میں بعض اوقات کوئی علم کسی خاص شرط پر معلق ہوتا ہے جب وہ شرط نہ پائی جائے تو یہ حکم بھی نہیں رہتا۔"[24]

سعادت کے اسباب میں سے یہ بھی سبب ہے کہ تقدیر پر ایمان رکھا جائے یعنی عمل کو ترک نہ کیا جائے۔اگر کوئی شخص یہ سوچ لے کہ صحیفے خشک ہو گئے۔قلم اٹھا لیے گئے اب جو ہونا اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں تو اس سے سعادت نہیں ملتی بلکہ بندۂ مومن جب نیک اعمال کرتا ہے تو ان نیک اعمال کی وجہ سے اس سے ہلاکت اور نقصان کو دور کر دیا جاتا ہے۔

---

[22]۔مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۱۸۳/۵

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 183/5

[23]۔الرعد ۱۳: ۳۹۔

Al Rā'd, 13:39

[24]۔مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۲۱۵/۵

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 215/5

شقاوت کے اسباب

درج ذیل میں شقاوت کے اسباب بیان کئے گے ہیں۔

ا۔ بخل

"وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ"[25]

"اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے انکو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے حق میں بلکہ یہ بہت برا ہے ان کے حق میں، طوق بنا کر ڈالا جائیگا ان کے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن اور اللہ وارث ہے آسمان اور زمین کا اور اللہ جو تم کرتے ہو سو جانتا ہے۔"

مفتی محمد شفیعؒ بیان کرتے ہیں:

اس آیت مبارکہ میں دنیاوی شقاوت کو بخل سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ بخل کے معنی شرعی طور پر یہ ہیں کہ جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنا کسی پر واجب ہو اس کو خرچ نہ کرے اسی لیے بخل حرام ہے۔ اور اس پر جہنم کی وعید ہے۔[26]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" مَنْ ءَاتَاهُ اللَّهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ (يَعْنِي شِدْقَيْهِ۔ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلا ﴿وَلا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا ءَاتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ الآيَةَ سُورَةَ ءَالِ عِمْرَان"[27]

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس مال کی زکاۃ ادا نہ کرے، تو قیامت کے دن اس کا مال گنجا سانپ بن جائے گا، اس کی آنکھ کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے، وہ قیامت کے دن اس کے دونوں کلے پکڑے گا، اور اس سے کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں"۔ پھر آپ نے آیت کریمہ کی تلاوت کی: "ولا يحسبن الذين يبخلون بما آتاهم الله من فضله" "اللہ تعالیٰ نے جنہیں مال دیا ہے وہ بخل کر کے یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے بلکہ وہی مال قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہو گا۔"

---

[25]۔ آل عمران ۳:۱۸۰۔

Āl e Imran, 3:180

[26]۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۲/۲۸۲۔

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M’āri al Qur’ān,* 282/2

[27]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب اِثم مانع الزکاۃ، بیروت، دار السلام، ۲۰۱۶ء، رقم الحدیث: ۱۴۰۳۔

Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Al Jāme al Sahīh,* Book: Al Zakāt, Chapter: Ithm Māne Zakāt, Beirut, Dār as Salām, 2016, Hadith: 1403

تفسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سعادت کے لیے حلال کسبِ معاش سبب بتایا ہے وہیں دوسری طرف مال کی محبت اس حد تک کہ اسے خرچ ہی نہ کیا جائے یعنی بخل کیا جائے اسے شقاوت کا سبب بتایا گیا ہے۔

۲۔ حرام ذرائع معاش

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا o وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا o اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا"[28]

"اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے اور نہ خون کرو آپس میں بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو کوئی یہ کام کرے تعدی سے اور ظلم سے تو ہم اس کو ڈالیں گے آگ میں اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کر دیں گے تم سے چھوٹے گناہ تمہارے اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام میں۔"

قرآن کریم نے ایک لفظ "بالباطل" فرما کر تمام ناجائز طریقوں سے حاصل کئے ہوئے مال کو حرام قرار دے دیا۔ پھر ان ناجائز طریقوں کی تفصیلات رسول کریم ﷺ کے حوالہ فرمائی، آپ ﷺ نے ہر ناجائز معاملہ کی تفصیل بیان فرما دی جو اس قرآنی حکم کی تشریح ہے۔ ناجائز حرام طریقے سے مال کمانا یا کسی کا مال حرام طریقے سے لینا شقاوت کا باعث ہے۔[29]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" ثلاثة لا ينظر الله عز وجل إليهم يوم القيامة: العاق لوالديه، والمراة المترجلة، والديوث، وثلاثة لا يدخلون الجنة: العاق لوالديه، والمدمن على الخمر، والمنان بما اعطى۔"[30]

"تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالی قیامت کے دن ان کی طرف نہیں دیکھے گا والدین کا نافرمان، مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت، دیوث، نیز تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے ماں باپ کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا، اور دے کر احسان جتلانے والا۔"

اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس ہونا بھی کبیرہ گناہ ہے اور اس کے عذاب و سزا سے بے فکر و بے خوف ہو جانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کبیرہ

---

[28]۔ النساء، ۴:۲۹-۳۱

Al Nisā, 4:29-31

[29]۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۳۷۹/۲

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 379/2

[30]۔ نسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب الزکاۃ، باب المنان بما اعطی، بیروت، دار السلام، ۲۰۱۶ء، رقم الحدیث: ۲۵۶۳۔

Nisā'ī, Ahmad bi Shoaib, *Al Sunan*, Book: Al Zakāt, Beirut, Dār As Salām, 2016, Hadith: 2563.

گناہ(بغیر توبہ کئے)اور حرام روزی کے ذرائع شقاوت کے اسباب ہیں۔

صرف حرام مال ہی یا حرام ذرائع معاش ہی شقاوت کا سبب نہیں بنتے بلکہ حلال طریقے سے کمائے ہوئے مال میں بخل بھی شقاوت کا سبب بنتا ہے۔

۳۔ تکبر

"اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا"[31]

"کیاتونے نہ دیکھاان کو جواپنے آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں بلکہ اللہ ہی پاکیزہ کرتا ہے جس کو چاہے اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔"

مفتی محمد شفیعؒ رقمطراز ہیں:

یہود اپنے آپ کو مقدس بتلاتے تھے یہ آیت ان کی مذمّت میں بیان ہوئی ہے۔اس آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اپنی مدح بیان کرنا بوجہ تکبر ہوتا ہے اور یہ باعث شقاوت ہے۔[32]

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کا عاجز ہونا پسند ہے جب کہ تکبر شقاوت کا باعث بنتا ہے۔خود کو سب سے برتر خیال کرنا اور دیگر لوگوں کو حقیر خیال کرنا تکبر ہے جو کہ فلاح کے رستے میں رکاوٹ ہے۔

۴۔انبیاء کی تکذیب

"وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ"[33]

"اور اگر بستیوں والے ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے تو ہم کھول دیتے ان پر نعمتیں آسمان اور زمین سے لیکن جھٹلایا انہوں نے پس پکڑا ہم نے ان کو ان کے اعمال کے بدلے۔"

اس آیت مبارکہ میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا قصہ بیان کرکے سعادت و شقاوت کی علامتیں اور اسباب بیان ہوئے ہیں۔اس آیت میں شقاوت عذاب، آسمانی، قدرتی وزمینی آفات کے طور پر آیا ہے۔اس آیت میں قوم شعیب کی تباہی کا سبب انبیاء کی تکذیب بیان ہوا ہے جو اہل ایمان کے لئے عبرت و نصیحت ہے۔[34]

31۔ النساء۴:۴۹

Al Nisā, 4: 49.

32۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۲/۴۸۰۔

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 480/2

33۔ الاعراف،۷:۹۶۔

Al Ā'rāf, 7: 96

34۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ۱۵/۴

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 15/4

شقاوت کی ایک وجہ حق کو جانتے ہوئے بھی قبول نہ کرنا۔انبیا کی تکذیب کرنا۔قرآن مجید میں سابقہ قوموں کے قصے کہانیاں ان پر دنیا میں آنے والے عذاب کے متعلق اسی لیے بیان ہوا ہے تاکہ ان سے عبرت حاصل کی جائے اور تنبیہ کرنا ہی مقصودِ الٰہی ہے کہ لوگ آخرت کے لیے نیک اعمال کی طرف راغب ہوں۔

۵۔جہاد سے روگردانی

"رَضُوْا بِاَنْ یَّکُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ"[35]

"خوش ہوئے کہ رہ جائیں پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ،اور مہر کر دی گئی ان کے دلوں پر سو وہ نہیں سمجھتے۔"

اس آیت مبارکہ میں جہاد میں حصہ نہ لینے والے لوگوں کی شقاوت کو ان پر اللہ کی طرف سے مہر لگا دینے کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔[36]

شقاوت یعنی بد بختی کی ایک وجہ اللہ تعالٰی کی دی ہوئی جان کو اللہ کے دین کے لیے قربان کرنے سے خوف کھانا ہے۔جو لوگ جہاد میں حصہ لیتے ہوئے گھبراتے ہیں اور مقصد زندگی کو بھلا دیتے ہیں یہ خسارے کا باعث ہے۔

٦۔تقدیر کا انکار

"یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ"[37]

"مٹاتا ہے اللہ جو چاہتا اور باقی رکھتا ہے۔اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب۔"

شقاوت کا ایک سبب تقدیر کا انکار ہے۔مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے تقدیر اللہ کے علم کا نام ہے انسان کے کچھ افعال اختیاری ہیں انہیں افعال کے سبب انسان کی سعادت و شقاوت کا فیصلہ ہوتا ہے۔بعض اوقات کوئی گناہ اس کی شقاوت کا سبب بن جاتا ہے۔فرد مخلوق کی عمر، رزق، حرکات و سکنات سب متعین ہیں اور لکھے ہوئے ہیں۔مگر اللہ تعالٰی اس نوشتہ تقدیر میں سے جس کو چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں باقی رکھتے ہیں۔[38]

---

[35]۔التوبہ،۹:۸۷۔

Al Toubah, 9:87

[36]۔مفتی محمد شفیع،معارف القرآن،۴۳۹/۴۔

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 439/4

[37]۔الرعد،۱۳:۳۹۔

Al Rā'd, 13:39

[38]۔مفتی محمد شفیع،معارف القرآن،۲۱۵/۵۔

Uthmani, Mufti Muhammad Shafi, *M'āri al Qur'ān,* 215/5

آخر میں تقدیر کا انکار شقاوت کا سبب بیان ہوا ہے۔ تقدیر کے انکار سے مراد یہی ہے کہ بندہ عمل ترک کر دے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے یا تو خود کو مختار کل سمجھ لے یا خود بالکل ہی بے بسی و مجبور سمجھے اور یہ خیال کرے کہ جب سب اللہ کی طرف سے پہلے سے طے شدہ ہے تو نیک اعمال کی کیا ضرورت ہے۔

دراصل اللہ کی طرف سے تقدیر میں کوئی ردوبدل بھی تقدیر کا حصہ ہے اور سورۃ رعد کی آیت ۳۹ کے مصداق اس پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اگرگ کوئی شخص اپنے گناہوں کو ترک کر کے توبہ واستغفار کرے تو اس کے گناہ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں بدل جائیں گے۔اسی طرح اگر محض عمل پر ہی توکل کر لیا اور اللہ سے نہ ڈرا اور خود کو ہی طاقتور مان لیا تو شقاوت و گمراہی ہے۔

خلاصہ بحث:

قرآن پاک کا انداز معجزانہ ہے۔ کہیں یہ تبشیر کہیں تنذیر ہے، کہیں نیکیوں کی طرف مائل کرنے والا ہے یا برے کاموں سے نفرت کرنے والا ہے۔ معارف القرآن میں سعادت و شقاوت کے اسباب قرآن کے اسلوب کے مطابق بیان کیے گئے ہیں۔ جس طرح کامیابی حاصل کرنے کی مختلف وجوہات ہوتی ہیں اسی طرح ناکامی کی بھی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں۔ان وجوہات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقصد انسانی فلاح ہے۔ ہمارے اسلاف کا یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ بھلائی کے طالب رہے اور باطل سے بیزار ہو کر اللہ سے ڈرتے رہے اور کامیابی حاصل کرنے اور اپنی منزل تک پہنچنے کی کوشش کرتے رہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔ مومن اللہ کی طرف اور پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ شریعت محمدیہ وہ شریعت ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ زندگی کا کوئی قاعدہ پسند نہیں کرتا۔ کوئی بھی ایسا عمل جو اس شریعت سے متصادم ہو وہ آخرت کی بربادی کے بجائے خود غرضی کا مظہر ہو گا۔